الدُّعا

جناب عبدالرشید ارشد صاحب - ریاض - سعودی عرب[1]

(۲)

گذشتہ بحث کے بعد اب ہم اپنے عنوان سے متعلقہ دُعا اور ندا وسوال پر بات آگے بڑھاتے ہیں۔ یعنی پکار کر ہم خود (ضرورت مند ہونے کے سبب) مانگتے ہیں، طلب کرتے ہیں۔ اِسی ضمن میں یہ بھی سمجھ لینے کی بات ہے کہ آدمی اُسی کو پکارتا ہے جو اُس کی پکار سُن سکتا ہو۔ اور جو مطلوبہ ضرورت پوری کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہو اور جو خود کسی کا محتاج نہ ہو بلکہ ہر کوئی اُسی کا محتاج ہو۔

مستقل دینی روایت

اس سلسلے میں چند ضروری گزارشات یہ ہیں:

— کُھلی چھپی پُکار صرف اور صرف اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ہی سُن سکتے ہیں۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَا ء[2]

— کسی کی مدد و استعانت بھی صرف اور صرف رب العٰلمین ہی کر سکتے ہیں۔ دینی اور دُنیوی اُمور سبھی اُسی کی مرضی و منشا سے ممکن ہیں اور اُسی کے تابع ہیں کہ وہ "رب العٰلمین" ہے۔ مومن صبح سے رات تک ہر نماز کی ہر رکعت میں "اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ"[3] کہہ کر بار بار اس کا اقرار کرتا ہے۔

— حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر نبی نے صرف اور صرف اللہ ہی سے

---

[1] صاحب مضمون اب حیدرآباد میں مقیم ہیں۔
[2] ابراہیم - ۳۹ [3] فاتحہ ۵ - ۴

حاجت طلب کی اور اس سے انحراف کرنے والوں کے رویے کی نفی کی۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ اس کی شہادتیں اور مثالیں موجود ہیں نیز انبیاء نے غیر اللہ سے رجوع کو شرک فرمایا اور یہ نا قابلِ معافی گناہ ٹھہرایا۔

— صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پوری جماعت میں سے کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ انھوں نے حاجات کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارا ہو۔

— تابعین اور تبع تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مقدس زندگیوں کا ریکارڈ محفوظ ہے، اس میں بھی غیر اللہ کو پکارنے کی مثال تلاش نہیں کی جاسکتی ہے۔

— یہی حال ائمہ کرام، امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ اور دوسرے جلیل القدر بزرگانِ اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کی زندگیوں کا بھی ہے۔

— اولیائے کرام میں سے شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں، سید علی ہجویری ہوں، نظام الدین اولیاء ہوں، بابا فرید ہوں، شاہ عبداللطیف بھٹائی ہوں یا شیخ احمد سرہندی ہوں (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کسی کی زندگی کے مصدقہ احوال سے یا ان بزرگوں کے ملفوظات میں سے پکارنے کی ایک مثال بھی غیر اللہ سے نہ مل سکے گی۔ کیونکہ جو شخص درجۂ ولایت پر فائز ہوا، جو قطب اور غوث قرار پایا ہو۔ وہ اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی سے قربِ الٰہی حاصل کر پایا اور جسے قربِ الٰہی نصیب ہوا تھا اُس کے متعلق یہ کہنا یا فرض کر لینا کہ اُس نے غیر اللہ کو کبھی پکارا ہوگا یا پکارنے کے لیے کہا ہوگا بہتان ہے۔

اب یہ بات بھی تسلیم کرنی پڑے گی کہ جن انبیا علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ عظام اور اولیاء کرام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خود اپنی اپنی زندگیوں میں اپنی ہر حاجت کے لیے اور ہر مشکل میں، صرف اور صرف اللہ ہی کو پکارا تھا، جس کا مطالبہ بھی خالق ہی کی طرف سے تھا، انھوں نے اپنے متبعین کو یہ کبھی نہ فرمایا ہوگا کہ تم اللہ تعالیٰ کے بجائے ہم سے بھی رجوع کر لیا کرنا، کہ مومن کی شان، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی ”وہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی کچھ اپنے مومن بھائی کے لیے پسند کرتا ہے“۔ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی بات اُن سے مصدقہ حالت میں ملتی تو بلا خوف یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ اُن کے مقام و مرتبہ کے تعین میں غلطی ہوگئی ہوگی، مگر الحمدللہ کہ نہ اُن کا اپنا عمل ایسا تھا نہ

انہوں نے بعد میں آنے والوں کو ایسا غلط راستہ دکھایا۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض کج فکر لوگوں نے اپنے نفس کے تقاضے پورے کرنے کے لیے، ان اولیائے کرام کو بطور ڈھال استعمال کرنے کی خاطر، اُن سے غلط باتیں منسوب کر دیں۔[۵]

توحید کا تقاضا عقیدۂ توحید یہ کہتا ہے کہ سارا بست وکشاد اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہی معطی اور دا تا ہے، وہی کاشف الضر اور حل المشکلات یا مشکل کشا ہے، تنہا وہی حامی و ناصر اور ولی و وکیل یا دستگیر ہے۔ عجز و انکساری کے پتلے حضرت علی، جن کا شجاع ہونا، فاتح خیبر کا اعزاز پانا، تاریخ کا حصہ ہے، وہ ساری عمر اللہ تعالیٰ ہی کو مولا مشکل کشا پکارتے رہے۔ اس سلسلے میں ہم فرمانِ باری پیش کرتے ہیں تاکہ کوئی بھی اُلجھن باقی نہ رہے۔

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ○[۱]

(یہ تمہارے مددگار نہیں) بلکہ خدا تمہارا مددگار ہے اور سب سے بہتر مددگار ہے)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ...... الخ[۲]

(یہ اس لیے کہ جو مومن ہیں ان کا خدا کارساز ہے ......)

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ○[۳]

(.... خدا کے دین کو تھامے رہو، وہی تمہارا دوست ہے اور خوب دوست ہے اور خوب مددگار ہے۔)

وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○[۴]

(..... اور خدا ہی تمہارا کارساز ہے اور وہ دانا اور حکمت والا ہے)

---

۵ اگر نبی کے علاوہ کسی اور کے حوالے سے کوئی بات سامنے لائی بھی جائے تو اُس کو کتاب و سنّت کے معیارات پر پرکھا جائے گا۔ مطابق ہو تو قبول، ورنہ کتاب و سنّت کی بات اٹل رہے گی۔ (ترجمان القرآن)

۱ آلِ عمران - ۱۵۰ ۲ محمد - ۱۱ ۳ الحج - ۷۸
۴ التحریم - ۲ -

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ؀ [1]

(اور کافروں کا کوئی کارساز نہیں ہے)

آدابِ دُعا پکارنے اور مانگنے سے متعلق غلط نظریات کی نشاندہی کے بعد اب ہم پکارنے یا مانگنے کے آداب سامنے رکھیں گے۔ دُنیا میں بھی مانگنے والے اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ جس سے مانگنا ہو جھٹ سے مطالبہ اس کے سامنے نہیں رکھتے بلکہ موقع اور تعلق کی مناسبت سے پہلے چند ابتدائیہ جملے کہہ کر حرفِ مدّعا زبان پر لاتے ہیں۔ ربّ العزّت جو ہمارے دلوں کا حال جانتے ہیں، اگرچہ اس بات کے محتاج نہیں ہیں، تاہم یہ انسان کی اپنی ضرورت ہے کہ وہ آداب کو ملحوظ رکھے۔ اِس ضمن میں ہم یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کا مفہوم آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اللہ سے مانگنے لگو تو پورے یقین سے مانگو، پہلے اُس کی حمد و ثنا بیان کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو اور پھر اپنا مقصد و مدّعا بیان کرو اور دُعا کے آخر میں پھر اللہ کی حمد و ثنا اور مجھ پر درود پڑھو، تمہاری دُعا قبول ہوگی کہ اللہ کے ہاں دُعا سے بڑھ کر کسی چیز کی وقعت نہیں ہے۔

مسجدِ نبوی الشریف میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے نماز ختم کر کے دُعا کے لیے ہاتھ بلند کیے، پہلے اللہ کی حمد و ثنا بیان فرمائی پھر درود پڑھا، یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دیکھ رہے تھے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کیا خوب طریقہ ہے، مانگ، جو کچھ مانگے گا، ملے گا۔ بزرگ کہتے ہیں کہ جس دُعا کے اوّل و آخر حمد و ثنا اور درود ہوگا وہ بارگاہِ ربّی میں یقیناً پیش کی جائے گی کہ فرشتوں کو حمد و ثنا اور درود تو بہر حال لے ہی جانا ہے اس طرح طلب بھی اس کے ساتھ جائے گی۔

آدابِ دُعا ہی کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهٗ قَالَ لَا یَزَالُ یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ یَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یَسْتَجِیْبُ لِیْ، فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ

---

[1] محمد - ۱۱

ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ۔ [1]

(حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بندہ کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول جلد بازی کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دعا کرنے والا یوں کہے کہ میں نے بہت دعا کی لیکن قبول نہیں ہو رہی ہے اور پھر تھک کر وہ دعا کرنا بند کر دیتا ہے)۔

آداب دعا کے ساتھ قبولیتِ دعا کا درجہ بھی ذہن نشین کیجیے کہ یہ کسی طرح کم اہم نہیں ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ كَرِيْمٌ، يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ۔ [2]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ حیادار اور سخی ہے۔ جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے آگے پھیلاتا ہے تو ناکام خالی ہاتھ لوٹاتے اسے شرم آتی ہے)۔

نبیٔ برحق اور صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی روشنی میں خالقِ کائنات جو قادرِ مطلق اور علیم وخبیر اور حکیم وعزیز ہے۔ اس کے علاوہ اور کون سی درگاہ، کون سا بزرگ اور کون سی ہستی ہے جو اتنی واضح ضمانتِ قبولیت دیتی ہے۔ عقلِ سلیم کہتی ہے کہ ایسے مہربان دینے والے کی موجودگی میں اس کی مخلوق سے لینے کی کوشش تو رہی ایک طرف، اس کا تصور کرنا بھی، خالق سے تعلق کی توہین ہے۔ ایک مسلمان زبان سے ہزار بار ایسے رویے کی نفی کرے گا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ عملاً اولاد کے لیے، روزگار کے لیے، زندگی کی عملی مشکلات سے خلاصی کے لیے، لوگ دربدر مارے پھرتے ہیں اور انہیں اس بات کا شعور نہیں کہ اس دنیا کے تمام انبیاء و اولیاء مل کر نہ کسی کا دانہ رزق کم کر سکتے ہیں، نہ بڑھا سکتے ہیں۔ جس روح کا دنیا میں آنا لکھا ہی نہیں گیا وہ

[1] مسلم، بحوالہ سفینۂ نجات۔ کتاب الذکر والدعا والتوبۃ والاستغفار۔

[2] ابوداؤد و ترمذی۔ سلیمان فارسیؓ (بحوالہ سفینۂ نجات)۔

اُن کی فریاد پہ نہیں آسکتی اور جس کو آنا ہے اُسے کوئی روک نہیں سکتا۔ تاہم یہ بات کسی طرح بھی دُعا کی نفی نہیں کرتی جو کسی سے کرائی جائے۔

دُعا اور تقدیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فرمان کے متعلق کسی کو شک نہ رہے (کہ شاید مذکورہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فرمان سے ٹکراتی ہے) کہ "دُعا اور صدقہ سے تقدیر ٹل جاتی ہے"۔ بلکہ بات یوں سمجھ میں آتی ہے کہ اُن نازک لمحات میں دُعا و صدقہ کی طرف رجوع بھی تقدیر ہی کا حصہ ہے*۔ خالق نے انسان کی تخلیق سے پہلے انسان کی پیدائش سے موت تک اور پھر قبر سے نشر تک ہر تفصیل طے کر دی ہے۔ اور چونکہ عملی زندگی کے متعلق انسان کا علم محدود ہے اور بلاشبہ مخلوق اپنے خالق کے مقابلے میں حقیر ترین ہوتی ہی ہے۔ لہٰذا اُسے یہی بتایا گیا کہ تم ان تعلیمات کو تھام لوگے تو تمہاری زندگی خالق کی منشا کے مطابق ہوگی، اسی لیے دُعا کرتے رہنے اور انفاق فی سبیل اللہ کی طرف اس کو توجہ دلائی گئی۔ یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ کسی بزرگ کے پاس جاکر یا بذریعہ خط اور فون وغیرہ، اُن سے یہ کہنا کہ آپ میرے لیے دُعا فرمائیے، غیر شرعی فعل نہیں ہے بلکہ اس طرح دُعا کرانا پسندیدہ عمل ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ ایجاد کرنا البتہ محلِ نظر ہے۔

قبولیتِ دُعا کے سلسلے میں یہ حدیث بھی بہت ہی اہمیت کی حامل ہے اور خالق و مخلوق کے تعلق میں استحکام پر روشنی ڈالتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْا بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْہِ اِثْمٌ وَلَا قَطِیْعَۃَ
رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلَاثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ
دَعْوَتَہٗ، وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ

---

* حدیث کے الفاظ ہیں "وَالدُّعَاءُ مِنَ الْقَضَاءِ اَیْضًا" (یعنی دُعا بھی اللہ کے ہاں مقدر ہوتی ہے) بحوالہ حصن حصین تاج کمپنی۔

عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، قَالُوْا إِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ أَكْثَرُ - [1]

(ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی مسلمان دُعا کرتا ہے جس میں کسی گناہ اور قطع رحمی کی بات نہ ہو تو اللہ ایسی دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے یا تو اس دُنیا ہی میں اُس کی دُعا قبول فرما لیتا ہے اور اس کا مقصد پورا ہو جاتا ہے یا آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ بنا تا ہے یا اُس پر کوئی آفت و مصیبت آنے والی ہو تو ٹال دیتا ہے، صحابہؓ نے عرض کیا پھر تو ہم بہت زیادہ دُعائیں مانگیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ بھی بہت دینے والا ہے)۔

مزید آداب و شرائط دُعا مانگنے کے آداب ہی کے ضمن میں مندرجہ ذیل اُمور بھی بنیادی اہمیت کے حامل ہیں کہ قبولیت اُتنی ہی یقینی ہے جتنا ان سب پر عمل ہے :

۱ــ کھانے، پینے، پہننے اور کمانے میں حلال ذرائع کا خیال رکھنا اور حرام بلکہ مشکوک سے بھی بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنا پہلی شرط ہے۔

۲ــ ربّ العزت کے لیے اخلاص، شوق و رغبت اور یکسوئی دُعا سے پہلے اور بعد حمد و ثنا اور درود شریف پڑھنا نہ بھولنا۔

۳ــ جسم، لباس اور خیالات کی پاکیزگی کا خیال رکھنا اور خیر و بھلائی ہی طلب کرنا۔

۴ــ دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر تک اُٹھانا کہ پھیلے ہاتھوں سے مانگنا معلوم ہو۔ [2]

۵ــ ربّ العزت کے عزت و جلال اور عفو و کرم یا اپنے اچھے اعمال کے وسیلے سے دُعا کرنا۔

۶ــ ایک سے زیادہ افراد دُعا میں شریک ہوں تو اجتماعی دُعائیہ کلمات کہے جائیں، مانگنے والے کا جملہ مکمل ہونے پر باقی سب آمین کہیں۔

۷ــ کسی دُعا پر ضد اور ہٹ دھرمی کا رویہ نہ ہو کہ مجھے تو یہ مطلوبہ حاجت دینی ہی ہوگی وغیرہ،

---

[1] مسند احمد (بحوالہ سفینۂ نجات)

[2] قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، إِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ كَرِيْمٌ، يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ ۝ (سلیمان فارسیؓ۔ ابوداود و ترمذی) ترجمہ پہلے دیا جا چکا ہے۔

بلکہ شروع سے آخر تک عاجزانہ رویّہ ہو۔

۸۔ دُعا مانگتے وقت ہر لفظ سوچ سمجھ کر زبان سے نکلے کہ اگر یہ قبول ہو گا تو میری زندگی پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ مثلاً ایک دوست کی روایت ہے کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف ختم کر کے کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کے درمیان ملتزم (یہ دُعا کی قبولیت کا مقام ہے) پر دُعا کرنے میں مصروف تھے کہ قریب ہی سے ایک شخص کی گریہ وزاری کرتے ہوئے یہ فریاد کان میں پڑی، وہ ایک ہی جملہ دُہرا رہا تھا کہ "یا اللہ میرے کاروبار میں اتنی برکت دے کہ مجھے دو منٹ کا چین نہ ملے"۔ ہمارے مرحوم دوست فرماتے ہیں کہ میں اپنی دُعا تو بھول گیا اور اُس کی دُعا پر غور کرنے لگا کہ یہ انسان اپنے لیے خیر مانگ رہا ہے یا شر، کیونکہ اگر اس کی یہ دُعا قبول ہو جائے تو اس کی زندگی کا سُکھ چین چھن جائے گا جو ہر دوسری چیز سے زیادہ اہم ہے۔ اسی بات کو قرآنِ پاک میں اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا۔

وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ [۱]

(..... عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بھلی ہو اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بھلی لگے مگر وہ تمہارے لیے مضر ہو اور (ان باتوں کو) خدا ہی بہتر جانتا ہے، تم نہیں جانتے)۔

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۔ [۲]

(اور انسان جس طرح جلدی سے بھلائی مانگتا ہے، اسی طرح بُرائی مانگتا ہے، اور انسان جلد باز پیدا ہوا ہے)۔

(باقی)

---

[۱] البقرہ - ۲۱۶

[۲] بنی اسرائیل - ۱۱